غامدی صاحب کا تصور فطرت

مدیر ''الشریعہ'' کے نام حافظ زبیر صاحب کی تحریر

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

محترم جناب مدیر ''الشریعہ''

السلام علیکم!

امید ہے مزاج بخیر ہوں گے۔

میں مدیر ''اشراق'' جناب سید منظور الحسن صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے غامدی صاحب پر میری تنقید کے تعاقب میں بحث کو آگے بڑھایا ہے۔ میں نے اپنے اصل مضمون میں یہ لکھا تھا کہ غامدی صاحب کے بنیادی مصادر شریعت چار ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

۱۔ دین فطرت کے بنیادی حقائق، ۲۔ سنت ابراہیمی، ۳۔ نبیوں کے صحائف، ۴۔ قرآن۔

جناب سید منظور الحسن صاحب نے میرے مضمون پر تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''فطرت'' غامدی صاحب کے نزدیک کوئی مستقل ماخذ دین نہیں ہے۔ جناب منظور الحسن صاحب لکھتے ہیں:

''غامدی صاحب نے ''اصول ومبادی'' میں فطرت کا ذکر قرآن مجید کی دعوت کو سمجھنے میں معاون ایک ذریعے کے طور پر تو کیا ہے، لیکن کہیں بھی اسے مستقل بالذات ماخذ دین کے طور پر پیش نہیں کیا۔''

(ماہنامہ الشریعہ، جولائی ۲۰۰۷، ۳۸)

اس بیان سے پہلے سید منظور الحسن صاحب کا دعویٰ تھا کہ غامدی صاحب نے ''اصول ومبادی'' میں 'فطرت کے حقائق' کو ایک مستقل ماخذ دین کے طور پر بیان کیا ہے۔ جناب سید منظور الحسن صاحب لکھتے ہیں:

''دین کے مصادر قرآن کے علاوہ فطرت کے حقائق، سنت ابراہیمی کی روایت اور قدیم صحائف بھی ہیں۔ اس

موضوع پر مفصل بحث استاذ گرامی جناب جاوید احمد غامدی کی تالیف ''میزان'' کے صفحہ ۴۷ پر 'دین کی آخری کتاب' کے زیر عنوان ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔'' (ماہنامہ اشراق، مارچ ۲۰۰۴، ۱۱)

۱۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ سید منظور الحسن صاحب مجھ پر کج فہمی کا الزام لگا رہے ہیں، حالانکہ دیکھا جائے تو غامدی صاحب کے حوالے سے میں نے وہی بات بیان کی ہے جو کہ منظور الحسن صاحب نے بھی لکھی ہے کہ غامدی صاحب کے مآخذ دین چار ہیں۔ جب میں 'فطرت کے حقائق' کو غامدی صاحب کا ماخذ دین لکھوں تو مجھے منظور الحسن صاحب کج فہم کہتے ہیں، لیکن میں سید منظور الحسن صاحب سے یہ استفسار کرنے میں حق بجانب ہوں کہ ان کا اپنے اس فہم کے بارے میں کیا خیال ہے کہ جس میں انھوں نے غامدی صاحب کے ماخذ دین چار بتلائے ہیں؟

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ سید منظور الحسن صاحب کی مذکورہ بالا عبارت کہ جس میں انھوں نے غامدی صاحب کے مآخذ دین چار بتلائے ہیں، قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت ہے۔ قطعی الثبوت تو اس لیے کہ منظور الحسن صاحب کی یہ عبارت، غامدی صاحب کے ماہنامہ ''اشراق'' میں کہ جس کے وہ خود مدیر بھی ہیں، ان کے ذاتی نام سے شائع ہوئی ہے۔ اور قطعی الدلالت اس لیے کہ اس عبارت کا ایک ایک لفظ اپنے مفہوم کو بغیر کسی اشتباہ کے واضح کر رہا ہے۔ منظور الحسن صاحب کی عبارت یہ ہے:

''دین کے مصادر قرآن کے علاوہ فطرت کے حقائق، سنت ابراہیمی کی روایت اور قدیم صحائف بھی ہیں۔''

(ماہنامہ اشراق، مارچ ۲۰۰۴، ۱۱)

اگر کسی اردو جاننے والے سے اس عبارت کا مفہوم پوچھا جائے تو وہ یہی بتائے گا کہ 'مصادر' کا معنی 'مصادر' ہے۔ 'قرآن' سے مراد 'قرآن' ہے۔ 'فطرت' سے مراد 'فطرت' ہے۔ 'سنت ابراہیمی' سے مراد 'سنت ابراہیمی' ہے۔ 'قدیم صحائف' سے مراد 'قدیم صحائف' ہے، لہٰذا منظور الحسن صاحب کی یہ عبارت اس مسئلے میں نص قطعی ہے کہ ان کے نزدیک غامدی صاحب کے مآخذ دین چار ہیں۔

۳۔ تیسری بات یہ ہے کہ جناب منظور الحسن صاحب نے اپنی اس عبارت کی نسبت جناب غامدی صاحب کی طرف کی ہے۔ منظور الحسن صاحب لکھتے ہیں:

''دین کے مصادر قرآن کے علاوہ فطرت کے حقائق، سنت ابراہیمی کی روایت اور قدیم صحائف بھی ہیں۔ اس موضوع پر مفصل بحث استاذ گرامی جناب جاوید احمد غامدی کی تالیف ''میزان'' کے صفحہ ۴۷ پر 'دین کی آخری کتاب' کے زیر عنوان ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔'' (ماہنامہ اشراق، مارچ ۲۰۰۴، ۱۱)

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

جناب منظور الحسن صاحب نے واضح لکھا ہے کہ غامدی صاحب کی ''میزان'' کی عبارت کو کوئی صاحب صرف ان کا فلسفہ نہ سمجھے، بلکہ یہ ان کے مصادر شریعت ہیں۔ جبکہ اسی رسالے کے شروع میں کہ جس میں منظور الحسن صاحب کی مذکورہ بالا عبارت شائع ہوئی، یہ عبارت بھی موجود ہے:

''یہ مضمون استاذ گرامی کے افادات پر مبنی ہے اور انھی کی رہنمائی میں تحریر کیا گیا ہے۔''

(ماہنامہ اشراق، مارچ ۲۰۰۴، ۱۱)

ماہنامہ ''اشراق'' کی یہ عبارتیں وضاحت کرتی ہیں کہ منظور الحسن صاحب نے یہ عبارت لکھتے وقت اپنے استاد محترم سے نہ صرف بذریعہ ''میزان'' تحریری رہنمائی لی، بلکہ قولی رہنمائی بھی لی۔

۴۔ چوتھی اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ ۲۰۰۴ء میں منظور الحسن صاحب کی یہ عبارت ''اشراق'' میں شائع ہوئی کہ غامدی صاحب کے مآخذ دین چار ہیں اور ان میں سے ایک 'فطرت' بھی ہے لیکن ابھی تک جناب غامدی صاحب کی طرف سے کوئی ایسی تردید نہیں آئی کہ جس میں انھوں نے یہ لکھا ہو کہ میرے شاگرد رشید نے جو میرے چار مآخذ دین گنوائے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ میرا شاگرد رشید میری کتاب ''میزان'' کی عبارت کو سمجھ نہیں سکا اور اس کو سمجھنے میں وہ کج فہمی کا شکار رہا ہے۔

۵۔ پانچویں بات یہ ہے کہ جناب منظور الحسن صاحب سے گزارش ہے کہ وہ اپنی اس عبارت کا مفہوم اپنے استاد محترم کے درج ذیل اصول کی روشنی میں اگر متعین کریں تو نہ وہ خود کج فہم رہیں گے اور نہ مجھ پر کج فہمی کا الزام عائد کر سکیں گے۔ جناب غامدی صاحب لکھتے ہیں:

''ہم جو کچھ بولتے اور لکھتے ہیں، اس اعتماد کے ساتھ بولتے اور لکھتے ہیں کہ دوسرے اس سے وہی کچھ سمجھیں گے جو ہم کہنا چاہتے ہیں، دنیا میں ہر روز جو دستاویزات لکھی جاتی ہیں، جو فیصلے سنائے جاتے ہیں، جو احکام جاری کیے جاتے ہیں، جو اطلاعات بہم پہنچائی جاتی ہیں اور جن علوم کا ابلاغ کیا جاتا ہے، ان کے بارے میں ایک لمحے کے لیے بھی یہ خیال اگر پیدا ہو جائے کہ ان الفاظ کی دلالت اپنے مفہوم پر قطعی نہیں ہے تو ان میں سے ہر چیز بالکل بے معنی ہو کر رہ جائے گی۔ چنانچہ یہ نقطۂ نظر نری سوفسطائیت ہے جس کے لیے علم کی دنیا میں ہرگز کوئی گنجایش پیدا نہیں کی جا سکتی۔'' (میزان ۳۳)

غامدی صاحب کے اس اصول کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جناب منظور الحسن صاحب کی یہ عبارت ''دین کے مصادر قرآن کے علاوہ فطرت کے حقائق، سنت ابراہیمی کی روایت اور قدیم صحائف بھی ہیں۔ اس موضوع پر مفصل بحث استاذ گرامی جناب جاوید احمد غامدی کی تالیف ''میزان'' کے صفحہ ۴۷ پر ''دین کی آخری

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

کتاب‘‘ کے زیر عنوان ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔‘‘

اس مسئلے میں نص قطعی ہے کہ غامدی صاحب کے مآخذ دین چار ہیں کہ جن میں سے ایک ’فطرت‘ بھی ہے۔

۶۔ جہاں تک آیت مبارکہ ’یحل لهم الطيبات و يحرم عليهم الخبائث‘ میں ’الطیبات‘ اور ’الخبائث‘ کی تعیین کا مسئلہ ہے کہ ان کی تعیین کس طرح ہو گی؟ اس کو ان شاءاللہ غامدی صاحب کی ہی ’’اصول ومبادی‘‘ میں موجود ’’مبادی تدبر قرآن‘‘ کی روشنی میں ایک مستقل مضمون میں واضح کروں گا۔ اصحاب ’’المورد‘‘ کا مسئلہ یہ ہے کہ جب چاہتے ہیں کسی مسئلے میں امت کی اتفاقی رائے کو نظر انداز کر کے اہل سنت کے بالمقابل ایک منفرد رائے قائم کر لیتے ہیں اور جب چاہتے ہیں فقہا کی شاذ آرا کو اپنے موقف کی تائید کے لیے بطور ڈھال استعمال کر لیتے ہیں۔ جن فقہا کے جناب منظور الحسن صاحب نے ’الطیبات‘ اور ’الخبائث‘ کی تفسیر کرتے وقت حوالے دیے ہیں، اگر ان فقہا کا فہم ان کے نزدیک حجت ہے تو مسئلۂ رجم، حضرت عیسیٰ بن مریم کی آمد ثانی، عورت کے دوپٹے، مجسمہ سازی، مرتد کی سزا اور قراءات قرآنیہ کے بارے میں ان فقہا کے فہم پر یہ لوگ اعتماد کیوں نہیں کرتے؟ جہاں تک دلیل کی بات ہے تو جناب منظور الحسن صاحب نے کوئی ایسی بات بیان نہیں کی کہ جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ ’الطیبات‘ اور ’الخبائث‘ کی تفسیر میں انھوں نے جن فقہا کی آرا بیان کی ہیں، ان کے دلائل یہ ہیں۔ میں ان شاءاللہ واضح کروں گا کہ غامدی صاحب کی فکر اور ان فقہا کی آرا میں کیا فرق ہے کہ جن کے حوالے جناب منظور الحسن صاحب نے بیان کیے ہیں اور یہ بھی ثابت کروں گا کہ آپ نے ’الطیبات‘ اور ’الخبائث‘ کی جو تفسیر فقہا کے اقوال کی روشنی میں بیان کی ہے، وہ تفسیر اس تفسیر سے بالکل مختلف ہے جو کہ آپ کے ’’مبادی تدبر قرآن‘‘ کی روشنی میں سامنے آتی ہے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

۷۔ آخر میں، میں جناب منظور الحسن صاحب سے گزارش کروں گا کہ اگر آپ واقعۃً اس بحث کو کسی نتیجے پر پہنچانا چاہتے ہیں تو ان ادھر ادھر کی تاویلات میں پڑ کر بحث کو طویل کرنے اور الجھانے کی بجائے درج ذیل تین آپشنز پر غور کریں:

ا۔ اگر تو غامدی صاحب ’’الشریعہ‘‘ کے کسی شمارے میں یہ لکھ دیں کہ ماہنامہ ’’اشراق‘‘ مارچ ۲۰۰۴ میں جناب منظور الحسن صاحب نے میری نسبت سے جو چار مصادر دین بیان کیے ہیں، اس میں وہ غلط فہمی کا شکار ہیں اور میں ان کی اس عبارت سے متفق نہیں ہوں تو مسئلہ حل ہو جائے گا۔

ب۔ یا جناب سید منظور الحسن صاحب خود یہ لکھ دیں کہ میری ماہنامہ ’’اشراق‘ مارچ ۲۰۰۴ میں شائع شدہ عبارت منسوخ ہے، پہلے میرا خیال یہ تھا کہ غامدی صاحب کے مصادر دین چار ہیں، لیکن اب مجھ پر واضح ہوا ہے کہ ’فطرت‘

ان کے مصادر دین میں سے نہیں ہے۔

ج۔ یا سید منظور الحسن صاحب مجھے کم از کم غامدی صاحب کے بارے میں اتنا لکھنے کی اجازت دیں جتنا کہ خود انھوں نے لکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ:

''دین کے مصادر قرآن کے علاوہ فطرت کے حقائق، سنت ابراہیمی کی روایت اور قدیم صحائف بھی ہیں۔''

اور چوتھی اور آخری صورت وہ ہے کہ جو جناب منظور الحسن صاحب عملاً کر رہے ہیں کہ اس بحث کو اتنا طویل کر دو اور الجھا دو کہ قارئین کے ذہن منتشر ہو جائیں اور اصل نکتے تک کوئی نہ پہنچ سکے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حق بات کی طرف رہنمائی فرمائے۔ آمین

حافظ محمد زبیر

ریسرچ ایسوسی ایٹ، قرآن اکیڈمی، لاہور

hmzubair2000@yahoo.com

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net